بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اشارات

بعض لوگوں کو ہم سے یہ شکایت ہے کہ ان صفحات میں ہم نے ملک کے فسادات پر جو کچھ لکھا ہے اس میں زیادہ تر مسلمانوں ہی کو ملامت کرنے کی کوشش کی ہے، کبھی غیر مسلموں کو ان کی زیادتیوں اور چیرہ دستیوں پر ملامت نہیں کی۔ یہ شکایت، جہاں تک واقعہ کا تعلق ہے، ایک حد تک صحیح ہے لیکن اس کی وجہ خدانخواستہ یہ نہیں ہے کہ ہم کو مسلمانوں سے کوئی اللہ واسطے کا بغض ہے کہ وہ ملامت کے مستحق ہوں یا نہ ہوں لیکن ہم ان کو ملامت کریں بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ مسلمان ایک سچی شریعت پر ایمان رکھنے کے مدعی ہیں جو ایک جامع اور مکمل شریعت ہے۔ یہ شریعت ان کو دوستی اور دشمنی، نفرت اور محبت، عفو اور انتقام، صلح اور جنگ کا ایک پورا ضابطہ دیتی ہے اور ان سے مطالبہ کرتی ہے کہ مشکل سے مشکل حالات میں بھی وہ اسی ضابطہ پر عمل کریں اور اس سے سرمو انحراف نہ کریں۔ اس ضابطہ پر عمل کرنا ان کے لیے صرف اسی وجہ سے ضروری نہیں ہے کہ وہ اس پر ایمان رکھنے کے مدعی ہیں بلکہ اس وجہ سے بھی ضروری ہے کہ دشمنی اور دوستی اور صلح و جنگ کے ان اعلیٰ اور برتر قوانین کی تعلیم دنیا کو انہی کے قول و عمل سے ملنی ہے اس وجہ سے اگر ان سے ذرا بھی انحراف اختیار کریں تو یہ صرف ہماری ہی ملامت کے مستحق نہیں ہیں بلکہ اللہ اور اس کے رسول اور اس کے فرشتوں اور تمام خلق کی طرف سے ملامت اور سرزنش کے سزاوار ہیں اور ہم نہایت بدخواہ ہوں گے اگر ان کی کسی اس طرح کی غلطی پر ان سے چشم پوشی کر جائیں یا ملامت کرنے کے بجائے حمیت جاہلیت کے جوش میں الٹے اس کی تعریف شروع کر دیں یا کم از کم اس کو جائز ثابت کرنے کی کوشش کریں۔ اگر ہم ایسا کریں تو ہم اپنے آپ کو بھی خدا کے

غضب کا مستحق بنائیں گے اور اپنی قوم کو بھی خدا کے غضب کی طرف دھکیلیں گے۔

دوسرے اگر اصلاح کی جگہ زمین میں فساد برپا کرتے ہیں تو اس پر تعجب نہیں ہے کیونکہ ان کو صلاح اور فساد کا فرق ہی نہیں معلوم ہے بلکہ جو کام ان کی دانست میں صلاح کے ہیں وہ بھی، اگر حقیقت کی نگاہ سے دیکھے جائیں تو بیشتر فساد ہی کے نکلیں گے۔ تعجب اور افسوس تو ان لوگوں پر ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے صلاح و فساد کی حقیقت سے آگاہ بھی کیا ہے اور ان کو اس کام پر مامور بھی کیا ہے کہ وہ زمین کو فساد سے پاک کریں لیکن ان کے ہاتھوں سے صلاح کے بجائے فساد کے کام ہو جاتے ہیں۔ دوسرے اگر نواکھالی کے شریروں کی شرارت کا بدلہ بہار کے بے گناہ مسلمانوں سے لیتے ہیں تو اس پر ان کو ملامت نہیں کی جا سکتی کیونکہ ممکن ہے ان کے پاس صلح و جنگ کا کوئی ایسا آئین ہی نہ ہو جو ان کے اس طرز عمل کو غلط اور ظالمانہ ٹھیراتا ہو لیکن مسلمانوں کے لیے اس طرز عمل کی تقلید ناجائز ہے کیونکہ ان کے پاس اللہ کی کھلی ہوئی کتاب ہے جس میں اس طرز انتقام کو صریحاً ناجائز قرار دیا گیا ہے۔ دوسرے اگر بچوں، عورتوں اور بوڑھوں کو قتل کرتے ہیں، عورتوں کو بے حرمت کرتے ہیں، لوگوں کو زبردستی ان کے دین سے پھیرتے ہیں، بستیوں کو آگ لگاتے ہیں، کھیتوں کو جلاتے ہیں تو اس پر ان کو سرزنش نہیں کی جا سکتی کیونکہ ہو سکتا ہے کہ اپنے مخالفوں کے ساتھ یہ ساری باتیں کرنا وہ جائز سمجھتے ہوں۔ لیکن مسلمانوں کو پیغمبر عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تعلیم دی ہے اس کی رو سے وہ اپنے کسی سخت سے سخت دشمن کے ساتھ بھی ان باتوں میں سے ایک بات بھی کرنے کا حق نہیں رکھتے۔ دوسرے اگر پناہ دینے کا عہد کر کے غداری کر جائیں اور جن کو پناہ دیں ان کو قتل کر ڈالیں تو اس پر بھی نہ حیرت ہے اور نہ افسوس کیونکہ ان کو خبر ہی نہیں کہ عہد کیا بلا ہے اور عہد کی ذمہ داری کس چیز کو کہتے ہیں، البتہ اگر یہی حرکت مسلمان کہیں کر دیں تو ان کے لیے یہ بڑے شرم و ذلت کی بات ہے کیونکہ دنیا کو پابندی عہد کی جو تعلیم انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ سے ملی ہے اس کے حامل یہی ہیں —— یہ اسباب ہیں جن کی وجہ سے جب مسلمانوں سے متعلق ہمارے علم میں کوئی ایسی بات آتی ہے جو صریحاً اللہ اور اس کے رسول کے احکام کے خلاف ہوتی ہے تو دل کو بڑا صدمہ ہوتا ہے کہ جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کے احکام پر دنیا کو عمل

کرانے کے لیے بھیجے گئے ہیں وہی لوگ جب ان کی خلاف ورزی کرنے پر تلے ہوئے ہیں تو اب دنیا میں حق کو کس کے ذریعہ سے پھیلے گا اور سچائی اور انصاف کی تعلیم دینے کے لیے کون لوگ آئیں گے۔

اللہ کی شریعت سے خود اس کے حاملین کی یہ بغاوت بجائے خود اتنا بڑا جرم ہے کہ جس سے بڑا جرم کوئی اور ہو نہیں سکتا لیکن مسلمان صرف اسی پر قانع نہیں ہیں کہ اللہ کے احکام کی خلاف ورزی کریں بلکہ ساتھ ہی یہ بھی چاہتے ہیں کہ ان کی ان غلطیوں پر نہ صرف یہ کہ ان کو ٹوکا نہ جائے بلکہ ان کی تعریف کی جائے۔ اور بعض حضرات تو یہاں تک کہہ گذرتے ہیں کہ خدا اور رسول اور ان کے احکام سب برحق سہی لیکن آج ان باتوں کا موقع نہیں ہے۔ ان کے خیال میں آج جو کچھ مسلمان کر رہے ہیں ملت کا مفاد اسی میں ہے، اور اگر اللہ اور رسول نے کوئی بات اس کے خلاف کہی ہے تو نعوذ باللہ خود اللہ تعالیٰ کو بھی اس کا پتہ نہیں ہے کہ آج ملت کا مفاد کس چیز میں ہے۔ یہ ساری باتیں قومی نقطۂ نظر کے استیلاء کا نتیجہ ہیں۔ مسلمان اب اپنے سارے معاملات پر بالکل اس طرح غور کرنے لگے ہیں جس طرح نسلی اور جغرافی اصولوں پر بنی ہوئی قومیں غور کیا کرتی ہیں۔ اس نقطۂ نظر کے استیلاء کے بعد یہ مجبور ہیں کہ خدا کی کتاب سے رہنمائی حاصل کرنے کے بجائے اپنی حریف قوموں سے رہنمائی حاصل کریں اور ان کی چالوں کو دیکھ کر اپنے ارادوں اور منصوبوں کا نقشہ تیار کریں۔ ان حالات میں ان کے لیے یہ بات بھی کچھ بالکل قدرتی سی ہے کہ وہ ان لوگوں پر غضبناک ہوں جو ان کے ہر جائز و ناجائز فعل کی تحسین کرنے کے بجائے ان کو ٹوکتے اور اپنے خیال کے مطابق راہ راست پر لانے کی کوشش کریں لیکن ہم کو یہی تلخ فرض انجام دینا ہے اس وجہ سے ہم وہی کہیں گے جو ہمارے نزدیک حق ہے خواہ مسلمان ان باتوں کو قبول کریں یا نہ کریں۔

سب سے پہلی چیز جس کی طرف ہم مسلمانوں کو توجہ دلانا چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ انھیں موجودہ حالات میں اللہ کی شرع نے صرف اس بات کا حق حاصل ہے کہ اگر کوئی جماعت ان پر حملہ آور ہو تو وہ مدافعت کریں اور اس مدافعت میں جو قوت و طاقت ان کو میسر ہو اس کو استعمال کریں۔ لیکن ان کو اس بات کا ہرگز حق حاصل نہیں ہے کہ وہ کسی جگہ بھی جارحانہ پوزیشن اختیار کریں اور ان لوگوں پر حملہ کریں جنھوں نے ان پر حملہ نہ کیا ہو۔ اگر وہ ایسا کریں گے

توان کا یہ فعل ایک منفرد انہ فعل ہوگا جس کے لیے وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں جوابدہ ہوں گے۔ کسی جگہ کے شریر لوگوں کی شرارت کا بدلہ اس قوم کے دوسری جگہ کے لوگوں سے لینا اور ان پر حملہ کرنا اگر جائز ہو سکتا ہے تو صرف اس صورت میں جائز ہو سکتا ہے جبکہ اس قوم سے من حیث القوم ہماری جنگ چھڑ چکی ہو۔ اس صورت کے علاوہ اور کسی صورت میں بھی یہ بات جائز نہیں ہے کہ ہم کسی قوم کے تمام افراد کو دشمن سمجھیں اور ان کے ساتھ دشمنوں کا سا معاملہ کریں۔ جب تک کوئی قوم من حیث القوم ہمارے خلاف اعلان جنگ نہ کر دے یا ہم اس کے خلاف من حیث القوم اعلان جنگ نہ کر دیں اس وقت تک اس کے صرف وہی افراد ہمارے دشمن ہیں جو ہمارے ساتھ دشمنی کریں۔ ان کے علاوہ بقیہ لوگوں کے ساتھ، جنھوں نے ہمارے ساتھ کوئی زیادتی نہیں کی ہے، ہمارے معاملات بالکل دوستانہ ہوں گے اور ہم کو ہرگز یہ حق حاصل نہیں ہے کہ ہم ان کے جان و مال کو کوئی نقصان پہنچائیں۔ رہی یہ بات کہ کسی قوم کے خلاف جارحانہ جنگ کا اعلان کرنے کا حق ہم کو کب حاصل ہے تو اس کے شرائط پر ہم پوری تفصیل کے ساتھ اس رسالہ کی کسی پچھلی اشاعت میں بحث کر چکے ہیں۔ جو لوگ فی الواقع اس مسئلہ کو سمجھنا چاہتے ہوں وہ اس مضمون کو ضرور ملاحظہ فرمائیں۔ ان شرائط کو پورا کیے بغیر جو لوگ خیال کرتے ہیں کہ انھیں تلوار اٹھانے کا حق حاصل ہے وہ سخت غلط فہمی میں مبتلا ہیں اور وہ اپنے طرز عمل سے اسلام کو بھی بدنام کر رہے ہیں اور اپنی عاقبت بھی خراب کر رہے ہیں۔

دوسری اہم حقیقت مسلمانوں کے سامنے ہم یہ لانا چاہتے ہیں کہ مدافعت میں بھی ان کے لیے ضروری ہے کہ وہ ان حدود سے آگے نہ بڑھیں جو شریعت نے ان کے لیے قائم کر دیے ہیں۔ جو لوگ آپ پر زیادتی کریں ان کو پوری قوت سے جواب دیجیے اور آپ کو یہ حق حاصل ہے کہ ان کی زیادتی کا بدلہ ان سے پورا لیجیے لیکن جو باتیں اسلام کے اصول جنگ میں اصولاً ممنوع ہیں اگر دشمن ان کا مرتکب بھی ہو جب بھی آپ کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ آپ ان باتوں میں سے کسی ایک بات کا ارتکاب کریں۔ مثلاً بچوں کو قتل کرنا، عورتوں کو بے حرمت کرنا، بوڑھوں کو قتل کرنا، عہد کر کے غداری کرنا، مکانوں اور کھیتوں کو جلانا،

دین کے معاملہ میں جبر کرنا اسلام میں جائز نہیں ہے اور کسی کٹر سے کٹر دشمن کے ساتھ بھی آپ کو اس نے ان باتوں میں سے کوئی بات کرنے کی اجازت نہیں دی ہے۔ یہاں تک کہ اگر دشمن نے آپ کے ساتھ یہ ساری زیادتیاں کی بھی ہوں اور آپ ان کی وجہ سے نہایت اشتعال میں ہوں اور اسی اشتعال کی حالت میں اللہ تعالیٰ آپ کو اس پر غلبہ دیدے جب بھی آپ کے کسی سپاہی کے لیے یہ بات جائز نہ ہوگی کہ وہ کسی بچہ، عورت اور ضعیف پر ہاتھ اٹھائے اور اگر وہ ہاتھ اٹھائے گا تو اسلامی قانون کی رو سے خود آپ ہی کی عدالت اس کو قتل نفس اور ہتک حرمت کی سزا دے گی خواہ دشمن کی طرف سے کوئی استغاثہ نہ کیا جائے۔ اسلام نے جو بین الاقوامی قوانین بنائے ہیں ان کی پابندی مسلمانوں کے لیے بہر حال واجب ہے اور اسی طرح واجب ہے جس طرح شریعت کے دوسرے تمام احکام کی پابندی واجب ہے۔ ان احکام کی پابندی پر کوئی اثر دشمن کے رویہ کی وجہ سے نہیں پڑتا۔ اگر آپ کا مقابلہ کسی ایسی قوم سے ہو جن کے ہاں بچوں کا قتل کرنا اور عورتوں کو بے حرمت کرنا جائز سمجھا جاتا ہو جب بھی آپ کے لیے ان ساری باتوں کی حرمت علیٰ حالہ قائم رہے گی۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ چونکہ آپ کا حریف ان باتوں کو جائز سمجھتا ہے اس وجہ سے آپ کے لیے بھی یہ ساری باتیں جائز کر دی جائیں۔

آج اسلام کے احکام مسلمانوں کے قومی جذبات پر کتنے ہی گراں کیوں نہ گذرتے ہوں لیکن ان کے لیے خیر و برکت اسی میں ہے کہ ان احکام کی پوری پابندی کریں۔ اگرچہ بسا اوقات ان باتوں پر عمل کرنا قومی مصالح کے بالکل خلاف نظر آئے گا، بعض اوقات جذبات کی رو میں یہ احکام خود مسلمانوں کے لیے اہانت انگیز معلوم ہوں گے، بعض حالات میں ایسا نظر آئے گا کہ اگر ٹھیک ٹھیک ان اصولوں کی پیروی کی جائے جو اسلام نے بتائے ہیں تو اس کا نتیجہ صرف کھلی ہوئی شکست ہے لیکن ان ساری باتوں کے باوجود ان کے ایمان و اسلام کا تقاضا یہی ہے کہ وہ اللہ کے احکام سے انحراف نہ اختیار کریں۔ اگر موجودہ ہیجان انگیز حالات میں مسلمان اپنے مخالفوں کی ہر طرح کی زیادتیوں کے باوجود حق پر قائم رہے اور ان کی طرف سے کوئی ایسی بات نہ ہوئی جس کی اسلام میں ممانعت ہے تو ان شاء اللہ اس کے نتائج نہایت اچھے نکلیں گے اور ان

بہت سی کوتاہیوں کی تلافی ہو جائے گی جو اب تک انھوں نے اسلامی اصولوں کا مظاہرہ کرنے میں کی ہیں ان ہنگامہ خیز حالات کا اگر کوئی پہلو اچھا ہے تو بس یہی ہے کہ مسلمانوں کو ایک نادر موقع اس بات کے لیے مل رہا ہے کہ وہ دنیا کو دکھا سکتے ہیں کہ اسلام نے ان کو اپنے دشمنوں کے ساتھ کس اخلاق کا حکم دیا ہے۔ وہ کس طرح انتہائی اشتعال انگیز حالات میں بھی اپنا توازن قائم رکھتے ہیں، کس طرح انتہائی زیادتیاں کرنیوالوں کے ساتھ بھی معاملہ کرنے میں عدل و انصاف کی پوری رعایت کرتے ہیں، کس طرح اپنے دشمنوں کی عزت و ناموس کی بھی حفاظت کرتے ہیں، کس طرح عہد کر کے پوری وفاداری کے ساتھ اس کو نباہتے ہیں، کس سچائی اور دیانت کے ساتھ معاہدۂ صلح کی نگرانی کرتے ہیں، اور پھر کس بہادری اور ہمت کے ساتھ اعلان جنگ کا خیر مقدم کرتے ہیں ——— ان ساری باتوں میں دنیا کا اخلاق بدرجہ کمینہ اور رذیل ہو گیا ہے بالخصوص یورپ نے اپنی پچھلی جنگ میں جس اخلاق کا مظاہرہ کیا ہے اس سے تو دنیا کو صرف یہ سبق ملا ہے کہ جنگ کو انسانی اخلاق سے سرے سے کوئی علاقہ ہی نہیں ہے۔ اگر ان بگڑے ہوئے حالات کے اندر مسلمانوں نے بھی اپنی ذمہ داری فراموش کر دی اور دنیا کے سامنے کوئی اچھی مثال نہ پیش کی تو یہ دنیا کس طرح باور کر سکتی ہے کہ آدمی صلح کی طرح جنگ کے حقوق بھی فرشتوں کی سی پاکیزگی اور شرافت کے ساتھ ادا کر سکتا ہے۔

تعداد اور سروسامان کی انتہائی کمی کے باوجود اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ان کے دشمنوں پر غلبہ دیا ہے اور تاریخ میں کوئی ایک دو مثالیں اس کی موجود نہیں ہیں بلکہ ایسی فتحمندیوں کا ایک پورا سلسلہ ہے جس سے مسلمان واقف ہیں اور اس پر فخر کرتے ہیں۔ آخر وہ خود غور کریں کہ وہ کیا چیز تھی جس نے تعداد اور سروسامان دونوں چیزوں کی کمی کے باوجود ان کے دشمنوں پر ان کو غالب اور فتحمند کیا اور صرف عرب کے غیر متمدن اور وحشی دشمنوں ہی پر نہیں بلکہ ایرانیوں اور رومیوں جیسی متمدن قوموں پر غالب کیا اور مصر اور ہندوستان جیسے ملکوں کو ان کے زیر نگیں کر دیا؟ اگر وہ صحیح طریق پر غور کریں گے اور اپنے موجودہ قومی جذبات کی رو میں بہ نہیں جائیں گے تو اس سوال کا ایک ہی جواب ان کو ملے گا اور وہ یہ کہ اس وقت ان کے پاس دنیا کے لیے ایک پیغام تھا

جس کی دلکشی کا یہ حال تھا کہ ہر شخص کا دل اس کی طرف آپ سے آپ کھنچتا تھا اور اس پیغام کی حامل ایک جماعت تھی جو اگرچہ تعداد کے لحاظ سے کچھ ایسی بڑی نہیں تھی لیکن اپنی سیرت کے لحاظ سے نہایت اعلیٰ تھی۔ بس یہ پیغام اور یہ سیرت دو چیزیں تھیں جن کی وجہ سے بڑی بڑی جماعتوں کے مقابل میں اللہ تعالیٰ نے اس جماعت کو غالب کیا یہاں تک کہ دیکھتے دیکھتے اس کرۂ ارضی کے ہر حصہ میں یہ پیغام بھی پہنچ گیا اور یہ جماعت بھی فتحمندانہ داخل ہو گئی اور کوئی طاقت خواہ وہ کتنی ہی مادی سر و سامان سے مسلح ہو کر اٹھی اس جماعت کی راہ نہ روک سکی۔

آج بھی اگر مسلمان اس دنیا میں عزت اور اللہ تعالیٰ کے ہاں سرخروئی چاہتے ہیں تو اس کا طریقہ ایک ہی ہے کہ اس پیغام کو لے کر اٹھیں جسے لے کر وہ اس دنیا میں آئے تھے۔ اور اپنی سیرت اس طرح کی بنائیں جیسی کہ اس پیغام کے حاملین کی ہونی چاہیے۔ وہ دفعتہً محسوس کرنے لگیں گے کہ ان کی قوت دس گنی بڑھ گئی ہے۔ آج جو مزاحمتیں ان کی راہ میں ہیں وہ آہستہ آہستہ سب دور ہو جائیں گی۔ ان سارے خطرات کا آپ سے آپ علاج ہو جائے گا جن کو دفع کرنے کے لیے وہ نہ جانے کیا کیا تدبیریں کر رہے ہیں لیکن کوئی تدبیر کارگر نہیں ہو رہی ہے۔ ان کے اندر نفوذ کرنے کی ایسی قوت پیدا ہو جائے گی کہ ان کو کسی سے لڑنے کی ضرورت نہ ہو گی، دوسرے ان سے خود ڈریں گے۔ ان کے اندر ایسی کشش اور محبوبیت پیدا ہو جائے گی کہ جو لوگ ان سے نفرت کرنا چاہیں گے وہ بھی ان کا احترام کریں گے، اور جو لوگ ان کو گالیاں دینا چاہیں گے ان کے دل بھی ان کی عظمت سے لبریز ہوں گے۔ وہ ہر مذہب و ملت والوں کے نزدیک بہترین پڑوسی سمجھے جائیں گے، بہترین شریک کار خیال کیے جائیں گے اور بہترین ساتھی گنے جائیں گے۔ لوگ اپنوں سے بدگمان ہوں گے اور ان پر اعتماد کریں گے۔ اپنے ہم مذہبوں کو شک و شبہ کی نگاہ سے دیکھیں گے اور ان کے پاس اپنی امانتیں رکھوائیں گے۔ ان کے پڑوس میں اپنے جان و مال اور عزت و آبرو کو اس سے زیادہ محفوظ خیال کریں گے جتنا کہ وہ اپنے سگے بھائیوں کے پڑوس میں سمجھ سکتے ہیں۔ لوگ ان کے ساتھ کاروبار کرنے میں، ان کے ساتھ معاملہ کرنے میں، ان کے ساتھ دوستی کرنے میں ایک دوسرے پر سبقت کریں گے اور جو کامیاب ہو جائے گا وہ اپنے آپ کو خوش قسمت سمجھے گا۔